11

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

رزمِ حق و باطل

(جنگِ یمامہ)

خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں یمامہ کے میدان میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں لڑی جانے والی پہلی جنگ میں پیش آنے والے ایمان افروز اور روح پرور حالات و واقعات کا دلنشیں تذکرہ جنہیں پڑھنے کے بعد آپ کے ایمان و ایقان کو ایک نئی جلا ملے گی۔

محمد متین خالد

دفاعِ ختمِ نبوت کونسل پاکستان
پی۔او۔ باکس نمبر 81۔ جی پی او۔ دی مال۔ لاہور پاکستان
www.difaekhatmenabowat.com

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ مرتد، زندیق اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات مبارکہ اور حضور نبی کریم ﷺ کی تقریباً دو سو دس احادیث مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ اس بات پر ایمان ''عقیدۂ ختم نبوت'' کہلاتا ہے۔ ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت اس عقیدہ پر کھڑی ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاعِ ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ پوری امت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکار ہمیشہ تاویلات اور جھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر دین اسلام میں تبدیلی وتحریف کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ منکرینِ ختم نبوت اپنی شپرہ چشمی کو آفتاب، کج فہمی کو دلیل، بکاین کو انگور، زہر کو امرت، ظلمت کو اُجالا اور پیتل کو زرِ خالص تسلیم کروانے پر مُصر رہے مگر امت مسلمہ نے دین اسلام میں ذرا سی بھی تبدیلی، تحریف یا کمی بیشی کو گوارا نہ کیا بلکہ ہر قسم کے مشکل اور نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دل وجان سے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کی اور منکرینِ ختم نبوت کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ منکرین ختم نبوت ٹانک وائن کی بدمستی میں ختم نبوت کا چراغ پھونکوں سے بجھانے کی ناپاک سازشیں کرتے رہے مگر نورِ ایمان کے حامل مجاہدینِ ختم نبوت نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ناقابل فراموش سرفروشی اور جانثاری کے ایسے ایمان پرور مناظر پیش کیے جس سے نہ صرف حق کا سر بلند ہوا بلکہ منکرین ختم نبوت کو ان کے مکروہ عزائم سمیت ملیامیٹ کر دیا۔

جھوٹے مدعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب سرفہرست ہے۔ اس کا اصل نام مسیلمہ بن ثمامہ بن کبیر (المعروف مسیلمہ کذاب) تھا۔ وہ نجد کے علاقہ یمامہ میں پیدا ہوا۔ نجد کے بارے

میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ رونما ہوگا۔ (بخاری:1037، مسلم:2905) مسیلمہ طویل العمر شخص تھا۔ جاہلیت میں رحمان الیمامہ کے لقب سے مشہور تھا، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ شخص ابتدا ہی سے ریاست و حکومت کا حریص تھا۔ مسیلمہ کا قد ٹھگنا، چہرہ نہایت زرد اور ناک چپٹی تھی۔ یہ انتہائی بدشکل اور کریہہ صورت تھا، بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ انتہائی بدکردار اور بدسیرت بھی تھا۔

یمامہ سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض سے شمال مغرب میں 30 کلومیٹر دور واقع ہے جہاں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ لڑی گئی۔ اس کا شمار سعودیہ کے بہترین قصبات میں ہوتا ہے۔ اسے آج کل حبیلہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عینیہ کے نزدیک نجد کے علاقہ وادی حنیفہ میں واقع ہے۔ بطاح، عقربا اور حبیلہ یمامہ کے چھوٹے چھوٹے علاقے تھے جو آج بھی یہاں موجود ہیں۔ دونوں فوجوں کے لشکر یہاں اپنی اپنی حکمت عملی تیار کرتے رہے۔ حبیلہ میں وادی حنیفہ کے جنوبی کنارے پر واقع شہدائے یمامہ کا قدیم قبرستان بھی ہے جو اس میدان میں ایک چار دیواری کے اندر ہے جبکہ شمالی کنارے پر اس وادی اور تنگ گھاٹی کے درمیان چھوٹا ٹیلہ ہے جہاں مرتدین کی لاشیں ٹھکانے لگیں۔ موجودہ دور میں یمامہ کو سولر سسٹم (شمسی توانائی) کی مملکت کہا جاتا ہے۔ یہاں پرکنگ عبدالعزیز ملٹری کالج بھی ہے۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہو کر سارا عرب، اسلام کے زیر نگیں آ گیا تو 9 یا 10 ہجری میں یمامہ کے وفد میں مسیلمہ کذاب بھی مدینہ منورہ آیا اور اسلام قبول کر لیا۔ تاہم یہ شخص وفد کے سامان کے ساتھ پیچھے رہ گیا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا۔ اس کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے ہوا۔ حضور اکرم ﷺ نے وفد کا جو اکرام کیا، اس میں مسیلمہ کا حصہ بھی رکھا۔ جب یہ وفد واپس یمامہ پہنچا تو مسیلمہ کذاب اپنے قبیلے میں پہنچتے ہی مرتد ہو گیا، نبوت کا دعویٰ کر دیا اور پھر زندیق بن کر حضور اکرم ﷺ کو (نعوذ باللہ) اس طرح خط لکھا۔

ترجمہ: مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام یہ خط ہے۔ سلام ہو! امابعد: (آپ جان لیں کہ) مجھے نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کر دیا گیا ہے۔ اب آدھی زمین ہماری ہوگی اور آدھی قریش کی ہوگی۔ لیکن قریش ظالم قوم ہے۔

اس کے جواب میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنے خط میں لکھا:

ترجمہ: محمد رسول اللہ کی طرف سے جھوٹے مسیلمہ کے نام یہ خط ہے، ہدایت قبول کرنے

والے پر سلام ہو! امابعد: زمین اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا، زمین کا وارث بنائے گا اور نیک انجام نیکوکاروں کا ہے۔

حضورِ اکرم ﷺ چونکہ سراپا شفقت و رحمت تھے۔ آپ ﷺ نے مسیلمہ کو عذاب آخرت سے ڈرایا اور دعوتِ حق دی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ درحقیقت جس بات نے مسیلمہ کی طاقت میں غیر معمولی اضافہ کیا، وہ رجال بن عنفوہ (نہارالرجال) کا اس سے مل جانا تھا۔ یہ شخص اسی علاقے کا رہنے والا تھا اور ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا تھا۔ اس نے قرآن مجید پڑھا اور دین کی تعلیم حاصل کی، چونکہ بڑا ذہین تھا، اس لیے نبی کریم ﷺ نے اسے اہل یمامہ کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور لوگوں کو مسیلمہ کی متابعت سے روکنے کے لیے بطورِ معلم خود روانہ کیا تھا، لیکن وہ مسیلمہ سے بھی زیادہ فتنہ پرور نکلا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ مسیلمہ کی اطاعت قبول کرتے جا رہے ہیں تو وہ لوگوں کی نظروں میں اپنے آپ کو سرخرو کرنے کے لیے ان سے مل گیا اور مسیلمہ کی چرب زبانی اور لالچ دلانے پر مرتد ہو گیا اور ایک سازش کے تحت رسول اللہ ﷺ کی جانب سے یہ جھوٹا قول بھی منسوب کر دیا کہ مسیلمہ کو ان کے ساتھ نبوت میں شریک کیا گیا ہے۔ اہل یمامہ کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیے تھا کہ نہارالرجال مسیلمہ کی نبوت کی گواہی دے رہا ہے، لہٰذا لوگ جوق در جوق مسیلمہ کے پاس آنے لگے اور اُس کی بیعت کرنے لگے۔ مسیلمہ نے یمامہ میں حرم بھی قائم کر لیا اور چند دنوں میں اس کی قوت میں زبردست اضافہ ہو گیا۔ مسیلمہ نے نہارالرجال کو اپنا خاص معتمد بنا لیا اور اس کے مشورے سے نئی نبوت کے کام انجام دینے لگا۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں: ایک شخص جس کا نام حجیر تھا، مسیلمہ کے لیے اذان دیتا تو کہتا تھا: **اشهدان مسيلمه يزعم انه رسول الله** (میں گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہونے کا دعویدار ہے) البتہ تاریخ طبری (جلد 3، صفحہ 244) میں مذکور ہے کہ مسیلمہ کے ہاں نبی اکرم ﷺ کے لیے اذان کہی جاتی تھی اور اذان میں برابر **اشهدان محمد رسول الله** کی گواہی دی جاتی تھی۔ مسیلمہ کا موذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا تھا۔ جب مسیلمہ کے ایلچی جن میں یہ عبداللہ بن نواحہ بھی موجود تھا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

ماتقولان انتما: مسیلمہ کے دعویٰ نبوت کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

ایلچی: **نقول کما قال**: جو مسیلمہ کہتا ہے، ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

حضور ﷺ: اگر ایلچیوں کا قتل کرنا خلافِ اصول نہ ہوتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا۔

بعدازاں بہت عرصہ بعد حارثہ بن مضرب، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئے اور انھیں بتایا کہ میں ایک مسجد سے گزرا تو کیا دیکھا کہ وہاں مسیلمہ کذاب کے چند ساتھی موجود ہیں جو اب بھی اُسے نبی مانتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ سن کر ان لوگوں کو بلا بھیجا اور ان سے توبہ کرنے کو کہا: اچانک آپ نے دیکھا کہ ان لوگوں میں عبداللہ بن نواحہ بھی موجود ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: اگر تو ایلچی نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ لہٰذا آج تُو ایلچی نہیں ہے، تُو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کا پیروکار ہے۔ تیری کوئی توبہ قبول نہیں۔ لہٰذا آپ نے قرظہ بن کعبؓ کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن نواحہ کی گردن اُڑا دے تاکہ روح محمدی ﷺ کو تسکین پہنچے۔ چنانچہ قرظہ بن کعبؓ نے عبداللہ بن نواحہ کو قتل کر دیا۔ (سنن ابی داؤد شریف)

مسیلمہ کذاب کی ترقی کا راز دراصل قومی عصبیت اور قبائلی خود مختاری کا جذبہ تھا، وگرنہ جہاں تک اس کے معجزات دکھانے کا تعلق ہے، نہ لوگوں نے اس کا کوئی معجزہ دیکھ کر اسے قبول کیا اور نہ اس کی خود ساختہ وحی سے متاثر ہو کر اس پر ایمان لائے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس قومی عصبیت کی نشاندہی کے لیے کافی ہے۔

ایک رئیس طلحہ نمری یمامہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا، تم اس کا نام اس قدر بے ادبی سے لیتے ہو، حالانکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ اس نے کہا کہ میں تو اس کو اس وقت تک رسول ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک اس سے مل نہ لوں۔ تم مجھ کو اس کے پاس لے چلو۔ مسیلمہ کے پاس پہنچ کر طلحہ نمری نے پوچھا: تمھارے پاس کون آتا ہے؟ رحمان۔ مسیلمہ نے جواب دیا۔ روشنی میں یا اندھیرے میں؟ اندھیرے میں۔ اس پر طلحہ بولا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد ﷺ سچے ہیں، لیکن اپنا کذاب ہمیں دوسروں کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔ چنانچہ اس بدبخت نے مسیلمہ کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے ہمراہ جنگ یمامہ میں لڑتا ہوا جہنم واصل ہو گیا۔

یمامہ کے لوگوں نے مسیلمہ سے کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے منہ کا پانی خشک کنوئیں میں پھینکا تھا تو وہ پانی سے بھر گیا تھا۔ مسیلمہ نے پانی منگا کر ایسا ہی کیا تو جتنا پانی کنوئیں

میں تھا، وہ بھی خشک ہو گیا۔ ایک دوسرے کنوئیں میں یہ عمل کیا تو اس کا پانی کھارا ہو گیا۔ ایک دفعہ اپنے وضو کا بچا ہوا پانی کھجور کے تنے میں پھینکا تو کھجور کا تنا خشک ہو گیا۔ ایک دفعہ چند بچوں کو برکت کے لیے ان کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لیے لایا گیا۔ مسیلمہ نے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا تو بعض بچے سر کے بالوں سے محروم ہو گئے اور بعض بچوں کی قوتِ گویائی سلب ہو گئی۔ ایک دفعہ اس کذاب نے ایک شخص کو بلایا جس کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ کذاب نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ شخص مستقل اندھا ہو گیا۔

محترم قارئین! یہ مشتے نمونہ از خروارے، میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس شخص کے باقی خرافات نقل کرنے سے قاصر ہوں۔ اگر آپ جھوٹی مدعیہ نبوت سجاح بنت حارث کے ساتھ اس کی رنگ رلیاں اور جھوٹی وحیاں پڑھیں تو آپ حیران ہو جائیں گے کہ کیا یہ شخص ایک سنجیدہ انسان بھی تھا؟

منکرین ختم نبوت کے خلاف جنگ یمامہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے: ''بخدا ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ کبھی بعد میں لڑی''۔ جنگ یمامہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دین اسلام کے تحفظ و دفاع میں اس سے پہلے جتنے غزوات یا جنگیں ہوئیں، ان میں کل 259 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ لیکن تحفظ ختم نبوت کے لیے صرف اس ایک جنگ میں تقریباً 1200 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان میں تقریباً 700 حفاظ کرام تھے اور 70 بدری صحابہؓ تھے۔ جید مورخین کا کہنا ہے کہ اس جنگ میں صحابہ کرامؓ نے ایسی دلیری اور استقامت کا مظاہرہ کیا جس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔

خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فتنہ منکرین ختم نبوت کی بیخ کنی کے لیے سب سے پہلے حضرت عکرمہؓ کی قیادت میں ایک لشکر یمامہ کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج آ جائے تو پھر مل کر مسیلمہ پر حملہ کرنا، لیکن حضرت عکرمہؓ نے جوش جہاد میں وہاں پہنچتے ہی بغیر انتظار کیے حملہ کر دیا۔ چالیس ہزار کے جنگجو لشکر نے حضرت عکرمہؓ کے خلاف جوابی کارروائی کی اور لشکر اسلام کو جزوی پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ حضرت عکرمہؓ اپنے لشکر کے ساتھ واپس آ گئے۔ حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کی فوج ابھی یمامہ کے آدھے راستے تک پہنچی تھی کہ سامنے سے لشکر اسلام واپس آتا ہوا نظر آیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عکرمہؓ کا لشکر پسپا ہو گیا ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو اس کا پتا چلا تو آپؓ بہت غمگین ہوئے اور حضرت عکرمہؓ کی سرزنش کی

کہ انہوں نے حملہ کرنے میں جلد بازی سے کام کیوں لیا اور خلیفہ کے حکم کے مطابق شرحبیلؓ کے لشکر کا انتظار کیوں نہ کیا؟ پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے شرحبیل بن حسنہؓ کو حکم دیا کہ آپ یمامہ کے قریب ٹھہریں اور مسیلمہ کذاب کے لشکر پر فوری حملہ نہ کریں حتیٰ کہ میرا دوسرا حکم آپ تک پہنچ جائے۔

حضرت صدیق اکبرؓ چونکہ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور مسلمانوں کے خلیفہ میں جتنی جنگی مہارت اور عسکری تدابیر ہونی چاہئیں، وہ آپؓ میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے تصریح کی کہ مرتدین کے تمام علاقوں میں سب سے زیادہ خطرناک یمامہ کے لوگ ہیں اور اسی وجہ سے آپؓ نے حضرت عکرمہؓ کو اس علاقے پر متعین فرما دیا تھا جو جنگی جرأت و شجاعت اور دیگر صلاحیتوں میں حضرت خالدؓ کے ہم پلہ تھے۔ تاہم حضرت خالدؓ میں حکمت عملی کا عنصر، صبر و تحمل اور حالات کی تفہیم، حضرت عکرمہؓ کی نسبت کہیں زیادہ تھی اور حضرت عکرمہؓ میں جلد بازی کا جذبہ کچھ غالب تھا، جس کی وجہ سے بعض اوقات حالات دگرگوں ہو جاتے تھے۔ بہرحال حضرت صدیق اکبرؓ نے ان حالات کے پیش نظر حضرت شرحبیل بن حسنہؓ کو بھی یمامہ کی طرف حضرت عکرمہؓ کے پیچھے روانہ کیا تھا اور ایک ساتھ حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور حضرت خالدؓ سے بھی فرمایا تھا کہ بزاخہ و بطاح سے فارغ ہو کر یمامہ کی طرف پیش قدمی کریں۔ جب یہ نئے حالات سامنے آئے تو صدیق اکبرؓ نے ایک اور لشکر تیار کر کے حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے روانہ کیا اور پھر ملعون مسیلمہ کذاب پر چڑھائی کا حکم دیا۔ یہ نئی فوجی کمک جنگجو قبائل عرب اور انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک بڑی فوج تھی۔ انصار کے مجاہدین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے ثابت بن قیسؓ کو امیر لشکر مقرر فرمایا اور پھر سب کو حضرت خالدؓ کی مدد کے لیے بطاح کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بطاح میں ان نئے مجاہدین کا انتظار کیا۔ مہاجرین پر حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت ابوحذیفہؓ کو امیر بنایا۔ چنانچہ اسلام کے یہ شاہین بطاح میں جمع ہوئے اور اب صرف حضرت خالدؓ کے اشارۂ ابرو کے منتظر تھے تاکہ اس جھوٹے مدعی نبوت اور اس کی قوم پر حملہ آور ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ قریباً آٹھ ہزار جاں نثاروں کو لے کر بطاح سے یمامہ کی طرف روانہ ہوئے۔ مقابلے میں چالیس ہزار نفوس پر مشتمل جنگ آزمودہ لشکر موجود تھا۔ چونکہ پورا علاقہ مرتدین سے بھرا ہوا تھا، اس لیے حضرت خالدؓ انتہائی احتیاط اور تیاری کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ آپ اپنے جاسوسی دستوں کو متحرک کر کے حالات کا ہمہ وقتی اندازہ لگاتے ہوئے آگے بڑھتے رہے۔ مسیلمہ کذاب بھی تمام حالات سے واقف تھا۔ اس کو حضرت خالدؓ کی تدبیر و جرأت

کا بھی علم تھا، اُسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جاں نثاری کا بھی اندازہ تھا، نیز اپنی حماقتوں اور سرکشی سے بھی خوب واقف تھا۔ اس لیے اس نے اپنے لشکروں کو جنگی اہمیت کے مقامات پر متعین کر کے خوب قومی تعصب اور غیرت دلا دلا کر قوم کی رگوں میں عصبیت کی آگ بھر دی۔ مسیلمہ کذاب نے اپنا مرکزی لشکر مقام عقربا میں ٹھہرا لیا تھا اور جنگی اعتبار سے چاروں طرف اپنے نوجوانوں کو پھیلا دیا تھا تاکہ ہر اس حادثہ سے آسانی سے نمٹا جا سکے جو ناخوشگوار حالت میں پیش آ جائے۔

ادھر لشکر اسلام سیف اللہؓ کی قیادت میں مقام عقربا کی طرف بڑھنے لگا۔ حضرت خالدؓ نے جاسوسی دستہ آگے بھیجا۔ ادھر سے مسیلمہ کا جاسوسی دستہ آ گیا جو مجاعۃ بن مرارہ کی قیادت میں تھا۔ کچھ مقابلہ ہوا لیکن مسلمانوں نے ان ساٹھ آدمیوں کو ان کے کمانڈر مجاعۃ سمیت گرفتار کر لیا اور حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ مسیلمہ کیسا آدمی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی ہے (معاذ اللہ)۔ حضرت خالدؓ نے بڑی نرمی کی۔ لیکن ان لوگوں نے کہا منا نبی و منکم، ایک ہمارا نبی اور ایک تمہارا نبی، حضرت خالدؓ نے سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔ جب کمانڈر مجاعہ کی باری آئی تو ایک قیدی نے کہا: اے خالد (رضی اللہ عنہ)! اگر کل کا کوئی فائدہ سوچتے ہو تو اس شخص کو مت قتل کرو، یہ قوم کا سردار ہے، یہ تمھارے کام آ سکتا ہے۔ حضرت خالدؓ نے مجاعۃ اور سفارشی قیدی دونوں کو قید میں رکھا اور قتل نہیں کیا اور مجاعہ کو اپنے خیمے میں باندھ لیا اور حکم دیا کہ اس کا خیال رکھا جائے۔

صحابہ کرامؓ ازسرِ نو منظّم ہو کر مسیلمہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور پوری وادی ایک مقتل میں بدل گئی۔ اس نوع کا منظر چشم فلک نے کبھی پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ مسیلمہ کے لوگ بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ انصار و مہاجرین نے شجاعت کے غیر معمولی جوہر دکھائے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ جو فصحا اور خطبا صحابہؓ میں سے تھے، انصار کا جھنڈا لیے ہوئے میدان کارزار میں کھڑے تھے۔ ایک مسیلمی نے حضرت ثابت بن قیسؓ کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی۔ لیکن ان کی شجاعت دیکھئے کہ انھوں نے اُس کو وہی ٹانگ اس زور سے ماری کہ وہ جہنم واصل ہو گیا۔ پھر آپ نے ایک گڑھا کھودا اور اس میں اتر کر جھنڈے کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ حضرت زید بن الخطابؓ نے بھی جنگی جھنڈا لیے کفار پر حملہ کر دیا۔ کفار کو مارتے مارتے آپ آگے نکل گئے، یہاں تک کہ آپ شہید ہو گئے۔ یہ حضرت عمر فاروقؓ کے بھائی اور اوّلین اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ آپ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت سالمؓ نے ہاتھ میں لے لیا۔

حضرت سالمؓ آدھی پنڈلی تک زمین کھود کر کھڑے ہو گئے تا کہ جھنڈا گرنے نہ پائے۔ اب مجاہدین نے مرتدین کو پیچھے دھکیلنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ اس کوشش میں متعدد مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں حضرت ثابتؓ، حضرت سالمؓ اور حکم بن سعیدؓ بھی شامل تھے۔

حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ یمامہ کی لڑائی میں تلواریں ٹکرائیں۔ لوگ زخمی ہوئے، کشتوں کے پشتے لگ گئے، بازو کٹ رہے تھے اور سر اُڑ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت عباد بن بشرؓ کی تلوار، درانتی کی طرح ٹیڑھی ہو گئی تھی اور وہ گھٹنے پر رکھ کر اسے سیدھا کر ہی رہے تھے کہ اچانک مسیلمہ کی فوج کا ایک آدمی حملہ آور ہوا اور شمشیر زنی شروع ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہی تلوار، حضرت عبادؓ نے اس شخص کے سینے پر اس زور سے ماری کہ میں نے اس کے پھیپھڑے دیکھ لیے اور وہ آدمی مر گیا۔ لیکن دوسروں نے عبادؓ پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ مسیلمہ کے لوگ ان کے پہلو اور پیٹ میں تلواریں مار رہے تھے، حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔ میری آنکھ میں یہ دلدوز منظر بھی اترا کہ 20 آدمی عبادؓ کے ہاتھ سے جہنم واصل ہوئے اور وہ خود بھی لاشوں میں پڑے تھے۔

حضرت ضرار بن ازورؓ نے بھی یمامہ کی لڑائی میں نمایاں کارنامے انجام دیے اور بڑی بہادری دکھائی۔ انصار کے وہ سردار ثابت بن قیسؓ ہاں وہی جن کی بہادری کے قصے عرب و عجم میں مشہور تھے، چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلے ہزاروں کے لشکر میں گھس گئے اور اس وقت تک لڑتے رہے جب تک اُن کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر و سناں کا زخم نہ لگا ہو۔ میدان کارزار میں پہلوان اب بھی قسمت آزمائی کر رہے تھے کہ اتنے میں میدان میں حضرت براء بن مالکؓ آئے جو حضور نبی کریم ﷺ کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالکؓ کے حقیقی بھائی تھے، ان کی ایک عجیب عادت تھی کہ جب جنگ کا میدان گرم ہو جاتا تو یہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کانپنے لگ جاتے تھے، پھر ان پر دو آدمی خوب زور سے بیٹھ جاتے۔ پھر یہ مٹی جھاڑ کر نیچے سے اٹھ جاتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے شیر کی طرح حملہ آور ہو جاتے۔ پھر ان کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ جب انھوں نے یہ عمل کیا تو با آوازِ بلند کہا: اے مسلمانو! میں براء بن مالک ہوں، میری طرف آؤ، میری طرف آؤ۔ چنانچہ اس آواز سے ایک جماعت لپک کر ان کے اردگرد جمع ہو گئی اور پھر سب نے مل کر کفار پر حملہ کر دیا۔ حضرت براء بن مالکؓ ایک دم مسیلمیوں کی صفوں میں گھس گئے، بہتوں کو قتل کیا اور اکثریت کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے

علاوہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس جنگ میں بڑی بہادری دکھائی اور بڑی مشقتیں اٹھائیں، بہت سے شہید ہو گئے اور بہت سے زخمی تھے۔ بالآخر کئی معرکوں کے بعد مسیلمہ کذاب کا لشکر پسپا ہوا اور دم دبا کر اس کے قلعے میں قلعہ بند ہو گیا۔ مسیلمہ کے بڑے بڑے جرنیل مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ سرکش خبیث نہار الرجال بھی مرا پڑا تھا۔ اس کے علاوہ مسیلمہ کا دست راست اور اس کے بعد سب سے بڑی شخصیت سردار محکم بن طفیل بھی مارا گیا تھا۔ اسے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے تیر چلا کر جہنم واصل کیا۔

بہرحال اب میدان مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا اور مرتدین قلعہ میں مسیلمہ کذاب کے اردگرد جمع ہو گئے تھے جبکہ مجاہدین قلعہ میں محصور مرتدین پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔ مسیلمہ کذاب تو پہلے سے قلعہ بند تھا، اب دوسرے لوگ بھی قلعہ بند ہو گئے۔ پھر جی کڑا کر کے قلعہ سے باہر آ کر مقابلہ کرنے لگے۔ اب قلعہ کی دیواروں کے باہر شدید لڑائی شروع ہو گئی اور مسیلمہ کے سیکڑوں لوگ کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ لیکن پھر بھی وہ لوگ مقابلہ سے پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لے رہے تھے کیونکہ ان کا سرغنہ مسیلمہ کذاب اب تک موجود تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بار بار حملے کیے۔ کبھی وہ لوگ پسپائی اختیار کر لیتے اور کبھی مسلمان پیچھے ہٹ جاتے۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت خالدؓ نے اپنی جنگی حکمت عملی سے کام لیا اور دونوں افواج کے درمیان کھڑے ہو کر بآواز بلند مسیلمہ کذاب کو للکارا اور فرمایا: ''میں غیرت مند جنگجو ہوں، میں اللہ کی تلوار ہوں، میں خالد بن ولید ہوں، آؤ مسیلمہ کذاب! میرے مقابلہ پر آؤ۔'' حضرت خالدؓ کا خیال تھا کہ اگر مسیلمہ مارا جائے تو یہ لوگ بھاگ جائیں گے اور معرکہ مختصر ہو جائے گا ورنہ یہ لوگ آخری دم تک مسیلمہ کے لیے لڑیں گے، جس میں مسلمانوں کے لیے مشکلات تھیں لیکن مسیلمہ تو فی الواقع کذاب تھا، وہ سیف اللہؓ کے مقابلے پر کہاں آ سکتا تھا؟ اس نے صاف انکار کر دیا۔ مسیلمہ کذاب اپنے فوجیوں سمیت قلعہ میں محصور ہو گیا تھا۔ مسلمان قلعے کے باہر اس تاک میں تھے کہ موقع ملے تو منکرین ختم نبوت کو جہنم واصل کر دیں۔

سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا شمار جید صحابہ، تاریخ کے بہترین سپہ سالار اور عالمی فاتحین میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تقریباً 125 جنگوں میں حصہ لیا اور کسی میں بھی شکست نہیں کھائی۔ وہ پیدائشی جنگجو جرنیل تھے۔ جنگی اور حربی حکمت عملی ان کی رگ رگ میں سمائی ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کو خطاب عطا فرمایا۔ یہ صرف ایک

خطاب ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ دنیا و مافیہا کی تمام روحانی اور باطنی قوتیں بھی اس سپہ سالار کو عطا کر دی گئی تھیں۔ یاد رہے کہ حضرت خالدؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ موئے مبارک اپنی ٹوپی میں سی لیے تھے اور اپنے آہنی خود کے نیچے وہی ٹوپی پہنا کرتے تھے۔ آپؓ فرماتے تھے کہ یہ ٹوپی نہیں بلکہ میری طاقت کا سرچشمہ ہے۔ منکرین ختم نبوت کے خلاف اس معرکہ میں موت سے بے خوف ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ دشمنوں کی صفیں چیرتے ہوئے آگے نکل گئے اور مرتدین کے خلاف مسلمانوں کا جنگی نعرہ ''یا محمداہ'' بلند کیا اور جو بھی مقابلہ کے لیے آگے بڑھتا، اس کو تہہ تیغ کر دیتے۔ اسی دوران حضرت خالدؓ نے تمام افواجِ اسلامیہ کو ایک ساتھ حملے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ مجاہدین نے چاروں طرف سے قلعہ کے اردگرد لوگوں پر حملہ کر دیا۔ تلواریں چمکنے لگیں۔ نیزوں نے سانپوں کی طرح حرکت کر کے آگ کی چنگاریاں چھوڑنا شروع کیں۔ ہر طرف سے تیر چلنے لگے۔ مسلمانوں نے مرتدین کا قافیہ تنگ کر دیا۔ بالآخر کچھ مرتدین مارے گئے اور کچھ نے بھاگ کر حدیقۃ الموت یعنی موت کے باغیچے میں پناہ لی۔ یہ قلعہ کے اندر مسیلمہ کذاب کا ایک وسیع باغ تھا جس کا اصل نام اباض تھا۔

اتنے میں حضرت براء بن مالکؓ تجویز دیتے ہیں کہ مجھے ڈھال پر بٹھا کر نیزوں کے ساتھ اچھال دو کیونکہ قلعے کی دیواریں اونچی تھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس تجویز کو مانتے ہوئے ایسا ہی کیا اور حضرت براء بن مالکؓ قلعہ کے اندر داخل ہو گئے۔ اب صورتحال یہ تھی کہ آگے تلواریں، نیزے، خنجر ان کے استقبال کے لیے تیار تھے۔ لیکن حضرت براء بن مالکؓ لڑتے لڑتے کئی مرتدین کو جہنم واصل کر کے قلعے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ (یہ اسلام کا پہلا فدائی حملہ تھا)۔ جنگ کے اختتام پر جب حضرت براء بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ اے براءؓ! کیا آپ کو پتا نہیں تھا کہ قلعہ کے اندر یہ لوگ اپنے اپنے خطرناک ہتھیاروں کے ساتھ موجود ہیں؟ تو اس پر حضرت براء بن مالکؓ نے بڑا ایمان افروز جواب دیا (جو عاشقان رسول ﷺ کے لیے ایک تحفے سے کم نہیں)، فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ (مفہوم ہے) اے براء! تم مشرکین کے ہاتھوں شہادت پاؤ گے۔ مگر یہ مسیلمی تو مرتدین تھے، اس لیے مجھے یقین تھا کہ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (یاد رہے کہ حضرت براء بن مالکؓ رومیوں کے خلاف جنگ میں شہید ہوئے تھے۔)

منکرین ختم نبوت کے خلاف اس مقدس جنگ میں سیف اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ حضرت خالدؓ جس طرف رُخ کرتے، کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔

اسی دوران حضرت خالدؓ کو دیکھتے ہی مسیلمہ کا ایک مشہور پہلوان اُن پر جھپٹا مگر حضرت خالدؓ نے اپنی خداداد چستی و چالاکی سے فوراً اس کو زمین پر دے پٹخا اور گھوڑے سے اتر کر اس کی چھاتی پر بیٹھ گئے۔ مخالف نے اپنے تیز حربے سے جو اس کے پاس تھا، حضرت خالدؓ کو سات کاری زخم لگائے۔ حضرت خالدؓ نے اس پہلوان کو بالآخر واصلِ جہنم کر دیا۔ دشمنوں نے ہر طرف سے محاصرہ کر لیا لیکن کیا مجال کہ خوف و ہراس حضرت خالدؓ کے پاس بھی پھٹکا ہو۔ وہ جرأت، ہمت اور استقلال کے ساتھ تن تنہا ہزاروں کفار کے درمیان ایک بہادر شیر کی طرح مقابلہ کرتے رہے۔

مسلمانوں کے سخت محاصرے اور جانبازی کو دیکھ کر کفار گھبرا گئے اور مسیلمہ سے پوچھنے لگے کہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر فوج نے جو ہمارے ہزاروں کی تعداد کے مقابلے میں بالکل بے حقیقت ہے، ہماری فوجوں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہزاروں اب تک تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہیں اور سیکڑوں اتر رہے ہیں، بیشمار زخمی زمین پر پڑے کراہ رہے ہیں۔ وہ وقت قریب ہے کہ مسلمان اس باغ کو بھی بزور بازو ہم سے چھین لیں، تمہارا وعدہ نصرتِ ملائک اب کہاں ہے؟ خدا کی مدد کب آئے گی؟ یہاں تو ہماری جان پر آ بنی ہے، کیا امداد الٰہی اس وقت آئے گی جبکہ ہماری جانیں لقمۂ اجل ہو چکی ہوں گی؟ لیکن مسیلمہ کذاب ان کے یاس انگیز سوالات کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا جس سے لوگ مزید مایوس ہو گئے اور حوصلہ ہار بیٹھے۔ اب کفار نے باغ میں پناہ نہ دیکھ کر قلعے کا رخ کیا اور باغ سے نکلنے لگے۔ مسیلمہ بھی لباس تبدیل کر کے قلعے سے فرار ہونے لگا لیکن ایک انصاری مسلمان نے دُور سے پہچان کر حضرت ابو دسمہ بن حربؓ وحشی کو جو مشہور حربہ باز تھے اور دروازے پر کھڑے تھے، آگاہ کیا۔ حضرت ابو دسمہ بن حربؓ وحشی کی نگاہ جب مسیلمہ کذاب پر پڑتی ہے تو آپ، حضرت اُمّ عمارہؓ اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہؓ تینوں مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھتے ہیں اور بیک وقت حملہ کرتے ہیں۔ حضرت وحشیؓ کا نیزہ مسیلمہ کے پیٹ پر لگتا ہوا پار ہو جاتا ہے۔ حضرت اُم عمارہؓ کی تلوار مسیلمہ کذاب کے کندھے پر اور حضرت عبداللہؓ کا وار اُس کی گردن پر پڑتا ہے اور مسیلمہ کذاب جہنم واصل ہو جاتا ہے۔

حضرت ام عمارہؓ کی حالت یہ تھی کہ آپ کا تنومند و طاقتور جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ آپؓ اس طرح کھڑی تھیں گویا اپنے شہید بیٹے حضرت حبیب بن زیدؓ کے روئے مبارک کو صاف طور پر دیکھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ آپؓ نے اپنے لختِ جگر کو یوں محسوس کیا کہ اس نے زمان و مکان کو اپنی عظمت سے بھر دیا ہے! ہاں..... بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ حضرت نسیبہؓ فتح و

نصرت کی خوشی سے مسکراتے اور لہراتے جس بھی پرچم کی طرف نگاہ اٹھاتیں، اس کے اوپر اپنے بیٹے حضرت حبیبؓ کا چہرہ ہنستا اور مسکراتا دیکھتیں.....اللہ اکبر

لکھتا ہوں خونِ دل سے یہ الفاظ احمریں ..... بعد از رسول ہاشمی ﷺ کوئی نبی نہیں

مورخ لکھتا ہے کہ حضرت وحشیؓ کے وار سے مسیلمہ جہنم واصل ہوا۔ اب حضرت وحشی بن حربؓ مسیلمہ کذاب کے خون میں ہاتھ مارتے ہیں اور اپنے جسم پر ملتے ہوئے دیوانہ وار جھومتے ہیں اور کہتے ہیں: لوگو! ایک وقت تھا کہ میں نے خیرالناس سیدنا حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور آج میں نے شرالناس ملعون مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کیا ہے۔

اس جنگ میں حضرت نسیبہ بنت کعب المازنیہ الانصاریہ المعروف ام عمارہؓ کا کردار نہایت قابل فخر رہا۔ انہوں نے تحفظ ختم نبوت کی اس جنگ میں بذات خود حصہ لیا اور قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مسیلمہ کذاب قتل نہیں ہو جاتا، ہتھیار نہیں رکھوں گی۔ اللہ کے فضل سے آپؓ کی قسم پوری ہوئی، مسیلمہ جہنم واصل ہوا اور آپؓ مدینہ واپس ہوئیں۔ آپ کے جسم پر تلوار اور نیزوں کے بارہ زخم تھے۔ یہ سب کے سب اس مجاہد صحابیہ کے لیے تمغائے شرف تھے جس نے دنیا بھر کی مسلمان خواتین کے لیے تحفظ ختم نبوت سے متعلق بہترین مثال پیش کی۔ انہوں نے اس کی خاطر ایسی مشکلات اور صعوبتیں برداشت کیں جو عام طور پر عورت ذات کے بس کی بات نہیں۔ اس جنگ میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ایک ہاتھ کلائی سے کٹ گیا۔ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کٹ جانے والے اس ہاتھ کا اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ام عمارہؓ کو یہ انعام دیا کہ مدینہ طیبہ میں کوئی بیمار ہوتا تو حضرت ام عمارہؓ اپنا کٹا ہوا ہاتھ بیمار خواتین اور بچوں پر پھیرتیں تو وہ صحت یاب ہو جاتے۔

جب مسیلمہ کذاب قتل ہوا تو اس کے محل کے بالائی حصے سے ایک لڑکی نے چیخ وپکار کرتے ہوئے کہا: وا امیر المؤمنین قتله العبد الاسود۔ ہائے افسوس! امیر المومنین مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کر دیا۔ اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ مسیلمہ کے لوگ جان بچانے کی غرض سے بھاگنے لگے۔ اب مرتدین بھاگ رہے تھے اور مسلمان اُن کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ پورا علاقہ اور قلعہ صاف ہو گیا۔ قریب تھا کہ یمامہ میں ایک آدمی بھی زندہ نہ بچتا لیکن وہاں کے بڑے قبائل کے سرداروں نے امن کی درخواست کی اور اس طرح ایک بڑے کافر کا بڑا فتنہ جہادِ مقدس کے ذریعہ سے ختم ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اللہ تعالیٰ کی

کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں!!!

مسیلمہ کذاب واقعی کذاب ثابت ہوا۔ اب اس کی نبوت تھی نہ خلافت، امارت تھی نہ سیادت بلکہ ذلت کے ساتھ زمین پر گرا پڑا تھا۔ معرکہ یمامہ میں اس کے کل 28 ہزار آدمی جہنم واصل ہوئے۔ گویا نصف سے زائد فوج ہلاک ہوگئی تھی اور وہ خود بھی واصلِ جہنم ہو گیا تھا۔ اگرچہ دشمن کا نقصان بے حساب ہوا لیکن افسوس کہ لشکر اسلامیہ کو بھی بہت نقصان پہنچا اور اس سے پہلے کسی جنگ میں اس قدر نقصان نہیں پہنچا تھا۔ اس جنگ میں تقریباً بارہ سو صحابہ کرامؓ جن میں انصار تین سو ساٹھ، تین سو مہاجرین جن میں بدری صحابہؓ کی تعداد 70 بتائی جاتی ہے اور پانچ سو چالیس دوسرے صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ ان سب میں سات سو کے قریب حافظ قرآن تھے۔

یہاں پر ایک نہایت ایمان افروز بات کا تذکرہ کرنا بے حد ضروری ہے کہ جب امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مسیلمہ کذاب کے جہنم واصل ہونے کی اطلاع ملی تو آپؓ خوشی و مسرت سے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے۔ اس معرکہ حق و باطل میں جس طرح خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فرزندِ گرامی حضرت عبدالرحمٰنؓ شریک ہوئے، اسی طرح خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ بھی شریک تھے۔ جب لشکر اسلام مظفر و منصور ہو کر مدینہ منورہ واپس آیا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد محترم سے ملاقات کی تو حضرت فاروق اعظمؓ نے ان سے فرمایا ''یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چچا (حضرت زید بن خطابؓ) تو شہید ہوں اور تم زندہ رہو؟ تم زیدؓ سے پہلے کیوں نہ شہید ہوئے؟ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہ تھا؟'' حضرت عبداللہؓ نے عرض کی، ''اے والد محترم! چچا جان اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کی تھی۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا۔ حالانکہ چچا جان کی طرح، میں نے بھی حصول شہادت کے لیے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا تھا۔''

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی کتنی بڑی جماعت، جھوٹے مدعی نبوت سے مقابلہ کے لیے میدان میں آئی۔ صحابہ کرامؓ نے نہ وقت کی نزاکت کا خیال کیا، نہ مسلمانوں کی بے سروسامانی کا اور نہ اس جماعت کے نماز، روزہ، حج، تلاوت یا دیگر احکام اسلامی کے ادا کرنے سے دھوکا کھایا۔ انھوں نے محض اس بات پر جہاد کیا کہ حضور خاتم النبیّین ﷺ کے بعد نبوت کا ہر مدعی کذاب ہے اور اس کی سرکوبی ہر مسلمان کا اولین فریضہ

ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کا دعویٰ نبوت خواہ کسی بھی تاویل سے ہو، اس کی کتنی ہی بڑی جماعت کیوں نہ ہو، اس کے پیروکار ظاہری شکل وصورت سے کتنے ہی ''اسلامی'' کیوں نہ ہوں، خواہ وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہوں، تمام اسلامی شعائر کی پابندی کرتے ہوں، ان سب کو غیر مسلم قرار دیا جانا، قرآن وسنت اور اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سبب عین درست اور نہایت ضروری ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اسلامی غیرت وحمیت، جانثاری کا والہانہ شوق، جذب وجنوں کا تیور، شوق فراواں کی حدت، استقلال وعزیمت کی گرم جوشی اور ایمان ویقین کی دولت کا ہونا از حد ضروری ہے۔ 'جنگ یمامہ' اپنے اندر بے شمار حکمتیں اور بصیرتیں پنہاں رکھتی ہے۔ مسلمانوں نے مرتدوں کی اپنے سے کہیں بڑی طاقت کو جسے مسیلمہ کذاب جیسے زبردست جنگجو کی پیشہ ورانہ اور ماہرانہ راہنمائی بھی حاصل تھی، دیکھتی آنکھوں تہس نہس اور نیست ونابود کر کے ثابت کر دیا کہ وہ غازیانِ صف شکن بھی ہیں اور مردان کہسار افگن بھی۔ ان کی ہیبت و جبروت نے حربی تاریخ میں ایک ایسے سنہرے باب کا اضافہ کیا کہ نصف صدی بعد بڑے بوڑھے اپنے پوتوں اور نواسوں کو اس جنگ کی ولولہ انگیز اور حیات خیز داستان تمام تر جزئیات و تفصیلات کے ساتھ سنا کر ان کے دلوں کو گرماتے، روحوں کو تڑپاتے، جذبوں کو صقیل کرتے اور اس کے اختتام پر بڑے فخر اور تحدیث نعمت کے طور پر یہ کہتے، ''میں بھی جنگ یمامہ میں شامل تھا!'' قارئین کرام! یہاں ایک لمحہ کے لیے رُک جایئے اور چند سانسوں کے توقف کے بعد ذرا سوچئے کہ کیا ہمارے سینوں کے آتشدانوں میں بھی اس خواہش کی رخشاں وتاباں آگ فروزاں ہے کہ ہمارے بچے اپنے ہر ملنے والے کو فخر وانبساط سے یہ بتائیں کہ بحمد للہ! جہادِ تحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر ہمارے بزرگوں اور گھرانے کی خدمات تاریخ کے اوراق وصفحات کی زینت ہیں۔ یاد رکھیے! موجوں کے طوفان سے گھبرا کر اندر اندر تیرنے والے اکثر مدفون دریا ہو جاتے ہیں۔

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو

شیزان Shezan کا بائیکاٹ کیجیے!

شیزان گستاخان رسول ﷺ قادیانیوں کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔اس کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ دارالکفر چناب نگر (ربوہ) جاتا ہے۔مسلمان اپنی کم علمی کی بنا پر اس کے مشروبات اور دیگر مصنوعات خرید کر کم از کم 25 فیصد فنڈ قادیانیوں کو جمع کرواتے ہیں اور اس طرح اپنے آقا و مولا حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کی مخالفت کے بھیانک جرم میں شریک ہو جاتے ہیں۔حالانکہ شیزان کی تمام اشیاء حرام اور لحم الخنزیر کی حیثیت رکھتی ہیں۔قادیانیوں کا کفر دیگر کافروں (ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں وغیرہ) کے کفر سے جدا ہے۔قادیانی مرتد اور زندیق ہیں۔لہٰذا ان سے کسی بھی قسم کا کاروبار اور لین دین کرنا حرام ہے۔شیزان کی تمام تر مصنوعات اور اس کے دیگر اداروں کا مکمل بائیکاٹ ہر غیور مسلمان عاشق رسول ﷺ کا دینی و ملی فرض ہے۔علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کسی قادیانی کی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔

توجہ فرمائیں! مسلمانوں کے بائیکاٹ کے بعد اب شیزان نے پران (Pran) اور مشموم (Mashmoom) کے نام سے اپنا نیا کاروبار شروع کیا ہے۔یاد رہے کہ یہ ایک ہی کمپنی کے مختلف نام ہیں جو مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے لانچ کی گئی ہیں۔ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کی دینی غیرت و حمیت کا تقاضا ہے۔

دفاعِ ختمِ نبوّت کونسل پاکستان خط و کتابت کورس

پی۔او۔باکس نمبر 81۔جی پی او۔دی مال۔لاہور پاکستان

زیرِ سرپرستی
◉ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر (قائم مقام چیف جسٹس، لاہور ہائی کورٹ)
◉ ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی (پاکستان ایڈمنسٹریٹو سروس، پی ایچ ڈی (فقہ) (ر) سابق کمشنر سیکرٹری)

0331-4421965, 0322-4356986, 0321-3178878 0333-4432090
www.difaekhatmenabowat.com